فرحین چودھری کے افسانوں میں سماجی حقیقت نگاری

Social Realism in the Fictions of Farheen Chaodhury

سعیدہ حسین آفریدی[i]   ڈاکٹر محمد شکیل پتافی[ii]   صفیہ بی بی[iii]

Abstract:

Farheen Chaudhry is considered as one of the top modern story writers of 90's. In her literary life, Farheen Chaudhry has seen and felt real life in all its manifestation. That's why all of her literary achievements abound with on heart rending aspects, incidents and realities that have been depicted in formal style. Farheen Chaudhry is a well-known name in drama production, script writing, film production and columnist. Besides she is a well-known short story writer and poet too. She has shown strong emotional natural reaction about social and economic circumstances in all over the globe. Her short story writing is based on realism of life. She has given the message of truth, hope and faith. There is a great variation in her selection of topic. Through her short stories she has touched every aspect of life. As you go through her stories, they reveal or unfolds different shades of society.

Keywords: *Farheen Chaodhury, Urdu Fiction, woman Writer, Feminism.*

فرحین چودھری کا شمار 90 کی دہائی کی جدید کہانی نویسوں میں ہوتا ہے۔ فرحین چودھری نے اپنی ادبی زندگی میں حقیقی زندگی کو اپنے تمام مظاہر میں دیکھا اور محسوس کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے تمام ادبی کارنامے دل کو چھونے والے پہلوؤں ، واقعات اور حقیقتوں سے بھرے ہوئے ہیں جنھیں رسمی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ فرحین چودھری ڈراما پروڈکشن ، اسکرپٹ رائٹنگ ، فلم پروڈکشن اور کالم نگار میں ایک جانا پہچانا نام ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک مشہور افسانہ نگار اور شاعرہ بھی ہیں۔ انھوں نے پوری دنیا میں سماجی اور معاشی حالات کے بارے میں سخت جذباتی فطری ردعمل ظاہر کیا ہے۔ ان کے افسانے زندگی کی حقیقت پر مبنی ہیں۔ انھوں نے سچائی ، امید اور ایمان کا پیغام دیا ہے۔ ان کے موضوع کے انتخاب میں بڑا فرق ہے۔ اپنی مختصر کہانیوں کے ذریعے انھوں نے زندگی کے ہر پہلو کو چھوا ہے۔ وہ معاشرے کے مختلف رنگوں کو ظاہر کرتی ہیں یا ان سے پردہ اٹھاتی ہیں۔

کلیدی الفاظ: اردو فکشن ، خاتون افسانہ نگار ، فرحین چودھری ، تانیثیت۔

جیسا کہ ظاہر ہے کہ ادب اور سماج دونوں آپس میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ادب اور زندگی کا آپس میں گہرا تعلق قائم ہے۔ اس لیے ادب زندگی کا آئینہ دار اور ترجمان ہے۔ ہر ادب اپنے دور کا عکاس و غماز ہوتا ہے۔ ہر معاشرے کے صاحب قلم، دور اندیش اور عظیم شخصیات معاشرے کے نشیب و فراز کی بدولت پیدا ہو کر یہ عظیم ہستیاں نئی تخلیقات کے تجربے کرکے تاریخ رقم کرتے ہیں۔

فرحین چودھری بھی اردو ادب کی خدمت میں مصروف عمل ادیبہ، شاعرہ، خاکہ نگار، کالم نگار، ڈراما نگار اور افسانہ نگار کے طور پر جانی جاتی ہیں۔ فرحین چودھری نے اپنی تخلیقات کے ذریعے اردو زبان و

i اسکالر پی ایچ ڈی ، شعبہ اُردو ، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی ، پشاور۔

ii پروفیسر شعبہ اُردو ، این سی بی اے اینڈ ای ، سب کیمپس ، ملتان۔(Corresponding Author)

iii اسکالر پی ایچ ڈی ، شعبہ اُردو ، این سی بی اے اینڈ ای ، سب کیمپس ، ملتان۔

ادب میں گراں قدر اضافے کیے ہیں۔ فرحین چودھری نے سماج کی معاشی، سیاسی، اقتصادی و معاشرتی ناہمواریوں سے متاثر ہو کر اس خطے کی درست عکاسی کی۔ فرحین چودھری متنوع صلاحیتوں کی مالک خاتون ہیں۔ وہ ادب کے میدان میں قدم جمائے ایک منفرد شخصیت کے ساتھ ایک منفرد اہل قلم بھی طور پر سامنے آئی ہیں۔ فرحین چودھری کی شخصیت میں حق گوئی اور حق پسندی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ وہ زمانے کے تلخ حقائق کو حق گوئی اور حق پسندی کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ وہ زمانے کے ہر ظلم و جبر کے خلاف علم بغاوت بلند کرتی نظر آتی ہیں۔ یہ بغاوت حق گوئی کے ساتھ ان کے نظم و نثر دونوں میں جرات مندی کے ساتھ موجود ہے۔ ان کے موضوعات سلگتے مسائل ہیں، جو اس دھرتی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے پروفیسر فتح محمد ملک اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ”فرحین کا قوت مشاہدہ بھی بہت تیز ہے اور سماجی مطالعہ بھی کمال درجے کا ہے۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں جن موضوعات کو چنا ہے وہ ہمارے سماج کے سلگتے موضوعات ہیں۔ فرحین کا سارا سفر سچ کی تلاش کے گرد گھومتا ہے۔“[۱]

فرحین چودھری دور حاضر کے معاشرتی مسائل کو افسانوں میں اجاگر کر کے ان کی روک تھام کے لیے اپنا نقطہ نظر پیش کرتی ہیں۔ وہ معاشرے کے مسائل کو اپنے ذاتی مسائل کی مانند سمجھتی ہیں۔ اس بارے میں وہ خود کہتی ہیں:

> ”وہی ادب زندہ رہے گا جو مظلوم و محروم طبقے کی نمائندگی کرے۔“[۲]

فرحین چودھری کا شمار دور جدید کے نمائندہ افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی تصانیف میں ان کی تخلیقی جمال اور وسعت مشاہدہ نظر آتا ہے۔ فرحین چودھری ایک منفرد فنکارہ ہے جن کو اپنے فن سے خوب آگاہی حاصل ہے۔ ان کے چار افسانوی مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ ان مجموعوں میں شامل افسانوں میں فرحین چودھری نے اپنے گرد و پیش کے رویوں اور حالات کو حقیقت کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ان کے تمام افسانوں میں سماجی حقیقت نگاری کا پہلو پورے آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ فرحین چودھری کسی خاص نظریے سے وابستہ نہیں لیکن جب بھی افسانہ لکھتی ہیں تو کسی خاص مقصد اور اصلاح کو پیش نظر رکھ کر لکھتی ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے من گھڑت کہانیاں پیش نہیں کیں، نہ تخیل آفرینی سے کام

لے کر ماورائی کہانی تراش کر قارئین کو محظوظ کرانے کی کوشش کیں بلکہ انھوں نے اپنے سماج کا باریک بینی سے مشاہدہ کر کے اس کو بے تکلف انداز میں اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ اسی سادگی، بے تکلفی اور حقیقی رنگ کے حوالے سے منشا یاد لکھتے ہیں:

> ''فرحین چودھری کا قلم اور ذہن ایک ساتھ تیز چلتے ہیں۔ وہ کسی جذبے کا بیان کر رہی ہو، کسی منظر یا فضا کو پیش کر رہی ہو یا کسی واقعہ کو لکھ رہی ہو، اس کے لہجے اور اظہار میں تکلف اور تصنع کا شائبہ نہیں ہوتا۔۔۔'' [۳]

موضوع کے حوالے سے فرحین چودھری کے افسانوں میں تنوع پایا جاتا ہے مگر بعض موضوعات کو بطور خاص موضوع بنا کر حقیقت کے ساتھ پیش کرنے کی کامیاب سعی کی ہے۔ اس سلسلے میں فرحین چودھری کا سب سے غالب موضوع عورت ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے معاشرے میں موجود عورت کے مختلف مسائل، اس کو درپیش حالات و واقعات کو موضوع بنایا ہے۔ عورت کا استحصال اور اس پر ہونے والا ظلم و جبر کو تمام تر حقائق کے ساتھ غیر جانبدارانہ انداز میں سامنے لایا ہے۔ ان کے ہاں عورت کہیں مظلوم تو کہیں پر ظالم نظر آتی ہے۔ انھوں نے عورت پر ہونے والے استحصال کے کئی وجوہ بیان کیے ہیں۔ ان میں سے ایک پہلو بانجھ پن کا المیہ ہے۔ دوسرا پہلو معاشرے میں ناقابل قبول پیشے جیسے طواف اور شوبز کی دنیا سے وابستگی رکھنے والی عورت کا دکھ، تیسرا پہلو عورت سے محنت و مشقت کے کام لینے اور تشدد کرنے کا ہے، اسی طرح عورت کی حق تلفی کر کے اس کی مرضی و خوشی کے بغیر دوسری شادی کا معاملہ اور عورت کو محبت و توجہ سے محروم رکھنا۔ الغرض فرحین چودھری نے عورت کے موضوع کے حوالے سے سماج کے بہت سے حقائق کو فطری انداز میں افسانوں میں سموئے ہیں۔ وہ عورت کا دکھ اور المیہ یوں بیان کرتی ہیں:

> ''وہ حوا جو منقسم وجود سے گھٹتی آدم کو سکھ دیتی رہی۔۔۔ صرف اس جرم کی پاداش میں چار دیواروں تلے دبا دی گئی کہ وہ آدم کی نسل کو نہ بڑھا سکی تھی۔۔۔ وہ آدم جو ایک حوا کو سمیٹ کر ''ایک'' نہ کر سکا ایک دوسری حوا کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے لیے لے آیا۔۔۔ کہ ''ادھورا آدم'' زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا تھا نا۔۔۔'' [۴]

شوبز سے وابستہ عورت جو رشتوں کی لمس سے محروم ہے۔ جو چاہتے ہوئے بھی اپنی ممتا کو سکون نہیں دے سکتی۔ اس کے المیے کو یوں بیان کیا ہے:

> "امی اب تو میں نے اردو سیکھ لی ہے۔ مجھے اپنے پاس بلائیں۔ "I Miss You" کل ایک پاکستانی لڑکے نے عجیب سی بات کہیں۔ اس نے کہا تم ایک باسٹرڈ لڑکے ہو۔ تبھی تو تمھاری ماما تمھیں اپنے پاس نہیں رکھتی۔ امی کیا یہ سچ ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں خود کو شوٹ کر دوں گا۔۔۔" [۵]

فرحین چودھری کے ہاں عورت ایک ماں، بیوہ، بیوی، ساس، بہو، طوائف، الغرض سماج میں موجود ہر پہلو کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ اس حوالے سے فرحین چودھری کی کوشش ہوتی ہے کہ معاشرے کے منفی رویے، خرابیوں اور خامیوں کو طشت از بام کریں تاکہ پستی کی جانب بڑھتے ہوئے معاشرے کے زوال کا کچھ تو مداوا ہو سکے۔

اس طرح فرحین چودھری کے ہاں دوسرا بڑا اور اہم موضوع معاشرے میں غربت کا پہلو ہے۔ معاشرے میں غربت کے ضمن میں محرومیاں جنم لیتی ہیں اور غریب لوگوں کے اندر نفسیاتی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایک غریب فنکار محض غربت کی وجہ سے نظر انداز ہوتا ہے یہاں تک کہ غربت اس کی جان لے لیتی ہے لیکن بے حس معاشرے کو اس کی صلاحیت و ہنر کی قدر نہیں ہوتی۔ فرحین چودھری اس افسوسناک رویے پر اس طرح ماتم کناں ہیں:

> "اس کی تصویر کو پہلا انعام ملا تھا۔ اس خبر کے ساتھ ہی سیاہ حاشیہ میں ایک چھوٹی سی اطلاع تھی، ہمیں افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ پہلا انعام حاصل کرنے والے فنکار کی کل ناگہانی موت واقع ہو گئی۔۔۔" [۶]

فرحین چودھری نے غربت کے باعث ہمارے معاشرے میں بے راہ روی اور فحاشی کو بھی موضوع بنا لیا ہے کہ کس طرح امیر طبقہ غریب لوگوں کو جنسی استحصال کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔ یوں معاشرے میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں زندگی کی بربادی راہ پر چلتے ہیں۔ غربت کا ایک کربناک پہلو یہ بھی سامنے آتی ہے کہ گھر میں عموماً کمانے لائق کوئی فرد موجود نہ ہو تو گھر کے بچے تعلیمی سلسلہ چھوڑ کر مزدوری

کرنے لگتے ہیں۔ غربت غریب کا گھر اجاڑنے کی وجہ سے علاج و معالجہ نہ ہونے کی وجہ سے گھر میں قیمتی جان چلی جاتی ہے۔ اسی طرح غربت کی وجہ سے بہت سے جنم لینے والے مسائل کو فرحین چودھری نے حقیقی انداز میں پیش کیے ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ ہو:

> "پھر اچانک ہی جسے پتھر میں جان پڑ گئی۔۔۔ ملک کے ساتھ اس کا لاڈلا اس کا رفیق آ رہا تھا۔۔۔ لیکن یہ کیا؟ رفیق تو دو پاؤں پر سے چل کر گیا تھا۔۔۔ چارپائی پر کیوں لیٹا آ رہا ہے۔۔۔ اس کے کپڑے میلے ضرور تھے۔۔۔ مگر اتنے بڑے بڑے سرخ اور سیال دھبے تو کبھی بھی نہ پڑے تھے، اس کے کپڑوں پر۔۔۔۔" [۷]

فرحین چودھری کے افسانوں میں سماج کی عکاسی کا ایک پہلو ناجائز اولاد کے مسئلے کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ناجائز اولاد کی بڑی وجہ فحاشی و بے حیائی، جنسی بے راہ روی اور جہالت ہے۔ اسی طرح ہمارے سماج میں لڑکوں اور لڑکیوں کی بے راہ روی کی بڑی وجہ موبائل، ٹی وی اور فلموں میں دکھایا جانے والا پرایا کلچر اور فحاشی و عریانی ہے۔ اس نکتے کی ایک جھلک فرحین چودھری کے افسانوں میں اس طرح نظر آتی ہے:

> "انٹرنیٹ کے ذریعے چوری چھپے کھلا دریچہ اب ایک بہت بڑا گیٹ بن چکا تھا۔ ہر طرح کی آمد و رفت کے لیے۔۔۔ تینوں بہنیں وقت کی چال اور رفتار کو سمجھ رہی تھیں۔" [۸]

اس کی وجہ سے گھر برباد ہوتے ہیں۔ زندگیاں اجڑتی ہیں۔ عزتیں اچھلتی ہیں۔ سب کچھ لٹ جاتا ہے۔ عزت اور گھر کی بربادی کی ایک مثال پیش کی جارہی ہے:

> "ڈاکٹر نے چند دن تک کراچی جانا تھا۔ فلائیٹ کینسل ہو گئی۔ ڈاکٹر اچانک گھر پلٹ آیا۔ کاروائی جاری تھی۔ ڈاکٹر کو ائیرپورٹ چھوڑنے کے بعد چابی مالی کے حوالے کر کے گنگو بیوی سمیت غائب ہو چکا تھا۔ گھر کی عزت کا جنازہ ڈاکٹر کے کندھوں پر رکھ کر۔۔۔" [۹]

فرحین چودھری کے ہاں اس کے علاوہ بھی ہمارے سماج کے ایسے حقائق ملتے ہیں جو ہمارے معاشرے میں بگاڑ کا سبب بن رہے ہیں اور ایسے حقائق بھی ملتے ہیں جو معاشرے کے مثبت پہلوؤں کو سامنے لاتے ہیں۔ انھوں نے جنگ کی تباہ کاریاں اور اس کے برے نتائج کے بارے میں لکھا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ مفاد پرستی کی وجہ سے دنیا میں جنگ کی تباہ کاریاں پھیلتی ہیں۔ اس حوالے سے ان کا افسانہ "اس پار" اہم ہے۔

اقبال ناز ''اس پار'' افسانے پر یوں تاثرات پیش کرتی ہیں:

> ''اس پار فرحین کا ایسا افسانہ ہے جو جنگی جنوں اور نسل پرستی کے خلاف موثر اور چونکا دینے والی آواز ہے۔'' [۱۰]

اس کے ساتھ ساتھ ہمارے موجودہ سماج کا مسئلہ نسلی تفاوت بھی ہے۔ آج کل دوغلہ پن ہی چلتا ہے۔ مختلف اداروں کے دوغلے پن، زیادتی اور ناانصافی کو مختلف افسانوں میں حقیقت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے معاشرے میں انتشار پھیل گیا ہے۔ فرحین چودھری دور جدید کی پریشانی اور انتشار سے بچنے کا حل یہ بتاتی ہے کہ اللہ کے دوستوں، خاص بندوں اور دین کے راستے پر چلنے والوں کے ساتھ تعلق قائم کرنا اور ان کی اتباع کرنی چاہیے۔ اس طرح دنیا کے ساتھ آخرت بھی سنور جاتی ہے۔ ان کا ایک کردار اس عمل سے گزرتے ہوئے کہتی ہے:

> ''دیکھ اللہ کے خاص بندے میں آج تیرے پاس اس لیے آئی ہوں کہ سنا ہے کہ خدا تیری بات ٹالتا نہیں۔ میں ٹھہری ایک گناہ گار بندی، شاید خدا سے رابطے میں میری کمزوریاں میری بداعمال یہاں حائل ہو جاتی ہیں۔ تو اس رابطے کو بحال کر دے۔'' [۱۱]

فرحین چودھری کے ہاں سیاست، معیشت اور اقتصادیات کے ضمن میں لینے والے مسائل کی عکاسی بھی موجود ہے۔ اس کے ساتھ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کو بھی حقیقت کے ساتھ مؤثر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ انھوں نے دکھایا ہے کہ اس اندھی تقلید کا نتیجہ تباہی و بربادی ہے۔ اس کے نقصانات اپنی اقدار سے ہاتھ دھو بیٹھنا، سکون کا ختم ہو جانا، مادیت پرستی کا بڑھ جانا، پستی و زوال کی طرف جانا، فحاشی و عریانی کا سرایت کر جانا، بے دینی و بے زاری کا پھیل جانا وغیرہ کی صورت میں رونما ہوتے ہیں۔ ان مسائل اور برائیوں کی بیخ کنی جب ضروری ہو جاتی ہے تو اپنے ہی گھر کو آگ لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اس نکتے کو افسانہ ''بیل کہانی'' میں یوں پیش کیا ہے:

> ''دور فاصلے پر کار میں بیٹھی ورد کرتی اماں بی سوچ رہی تھیں کہ اپنے ہاتھوں سے لگائی بدبودار بیلوں اور ان کے زہریلے کیڑوں کے خاتمے کے لیے اپنے ارد گرد آگ کبھی کبھار خود ہی لگانی پڑتی ہے۔۔۔۔'' [۱۲]

ان تمام سماجی حقائق کو فرحین چودھری نے پیش کرتے ہوئے کسی قسم کی مصلحت، جانبداری یا لغزش کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ پوری ایمانداری، دردمند دل رکھنے والی اور مصلح کے طور پر تمام برائیوں کو حقیقت کے ساتھ سامنے لاکر ان کا خاتمہ مقصود رکھا جبکہ خوبیوں کو سامنے لاکر مایوسی اور ناامیدی کو چھاننے نہیں دیا۔

بطور مجموعی دیکھا جائے تو فرحین چودھری ایک کامیاب سماجی حقیقت نگار کے روپ میں سامنے آتی ہیں۔ حقیقت نگاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے قدم کسی بھی لمحے نہیں ڈگمگائے۔

حوالہ جات:

۱۔ فتح محمد ملک، ''ذاتی مکتوب'' بنام فرحین چودھری، یکم اپریل ۲۰۰۰ء، اسلام آباد۔

۲۔ فرحین چودھری، تقریب رونمائی کتاب، مشمولہ: نوائے وقت، راول پنڈی، ۱۳ دسمبر ۱۹۹۹ء۔

۳۔ منشا یاد، ''سچے جھوٹ''، مشمولہ: سچے جھوٹ (لاہور: دستاویز مطبوعات، ۱۹۹۱ء)، ۱۷۔

۴۔ فرحین چودھری، ''ادھورا آدم''، مشمولہ: سچے جھوٹ، ۳۴۔

۵۔ فرحین چودھری، ''تہی داماں''، مشمولہ: سچے جھوٹ، ۵۰۔

۶۔ فرحین چودھری، ''سیلف پورٹریٹ''، مشمولہ: سچے جھوٹ، ۵۴۔

۷۔ فرحین چودھری، ''ایک کہانی بڑی پرانی''، مشمولہ: آدھا سچ (لاہور: دستاویز مطبوعات، ۱۹۹۹ء)، ۷۹۔

۸۔ فرحین چودھری، ''نقب زن''، مشمولہ: میٹھا سچ (لاہور: سخن پبلی کیشنز، فروری ۲۰۱۸ء)، ۴۱۔

۹۔ ایضاً، ۴۵۔

۱۰۔ اقبال ناز، ''قرطاس ادب''، مشمولہ: اخبار سنڈے ایکسپریس، ۳ جون ۲۰۰۱ء، ۸۔

۱۱۔ فرحین چودھری، ''سفر''، مشمولہ: سچے جھوٹ، ۴۳۔

۱۲۔ فرحین چودھری، ''بیل کہانی''، مشمولہ: میٹھا سچ، ۶۴۔